من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ والمنۃ مکتوبات مجمع الحسنات مخزن البرکات المسمی بہ



حسب فرمائش و تصحیح و تنقیح مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن شاہجہانپور سلمہ اللہ تعالی

بمقام مراد آباد

فی المطبع الاحمدی المعروف باہتمام محمد ولی اللہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم



مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الہی غرق دریای گناہم | تو میدانی و خود ہستی گواہم
گناہ بیعدد را بار بستم | ہزاران بار توبہ ہا شکستم

حجاب مقصدم عصیان من شد | گناہم موجب حرمان من شد
بآن رحمت کہ توفیق دعا کردی | جہان را دعوت اسلام کردی

نمیدانم چرا محروم ماندم | ہمین اینچنین مقسوم ماندم
گدا خود را بر سلطان چو دیدم | بدرگاہ توای رحمان دویدم

دلم از نقش باطل پاک فرما | براہ خود مرا چالاک فرما
بکش از اندرونم الفت غیر | بشو از من ہوای کعبہ و دیر

درونم را بعشق خویشتن سوز | بہ تیر درد خود جان و دلم دوز
دلم را محو یاد خویش گردان | مرا حسب مراد خویش گردان

اگر نالائقم قدرت تو داری | کہ خار عیب از جانم برآری
گناہم را اگر دیدی نگر ہم | بعفو و فضل خود ای شاہ عالم

بسی بگذشتہ شاہا نامرادم | بدرگاہت رسیدم شاد شادم
بچشم لطف اکرم تو بر سر | بحال قاسم بیچارہ بنگر

مکتوب اول بنام مولوی محمد صدیق صاحب مرادآبادی در اثبات حیات النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

سراپا عنایت سلامت۔ السلام علیکم۔ کل جو آپکا عنایت نامہ پہونچا کیفیت مندرجہ کو دیکھکر طبیعت بہت گھبرائی ہنوز اوس تحریر والا سے چندان فراغت نہوئی تہی کہ ایک اور سر پر آن پڑی تسپر مفصل لکہون تو کہانتک لکہون یہ بحث ایک دریای ناپیدا کنار ہے اور اختصار کیجئے تو کہانتک دریا کو کوزہ مین لانا دشوار اسلئے فقط عقیدہ دل سے آگاہ کئے دیتا ہون اس نامہ مین کسی دلیل یا مثال کی طرف بھی

اشارہ ہو جاسے تو ہو جاوین انبیاء کرام کو نہین اجسام دنیاوی کی تعلق کر
اختیار سے زندہ سمجھتا ہون یہ نہین کہ مثل شہدا ان ابدان کو چھوڑ کر اور ابدان سے تعلق ہوتا ہے
یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ شہداء کے مال مین میراث ہوتی اور انبیاء کرام علیہم السلام کے مال مین
میراث جاری نہوتی حالانکہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین
سب کو عام ہے عام ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء کی ازواج کو بعد عدت معروفہ
نکاح کی اجازت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی شان مین یہ حکم آیا
ولا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا حالانکہ عموم واحل لکم ما وراء
ذلکم جس سے حلت غیر منکوحہ فارغ العدۃ سمجھہ مین آتی ہے اور عموم والذین یتوفون
منکم ویذرون ازواجا وغیرہ جس سے بعد مرور عدت ازواج کو اجازت نکاح نظر
آتی ہے اسکے مخالف ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ نمانئے اگر شہداء انہین ابدان کے
ساتہ ہوتی تو پھر ان کا قبور مین ستو ہو جانا بہت ہوتا تو محبوسون اور مظلومون کی محبوس ہونیکی
برابر ہوتا نہ مال مین میراث چل سکتی نہ ازواج کو نکاح کی اجازت ہوتی ورنہ اس حساب سے تو ہم
مردہ دل ہی اچھے ہین جنکی زندگانی موت سے بدتر ہے کیونکہ اس نام کی زندگانی پر ہمارے لئے تو یہ
انعام کہ نہ مال مین کوئی تصرف کر سکے نہ ازواج کیطرف کوئی نظر بھر کے دیکھ سکے اور وہ اس حیات
کامل پر بھی اس دولت عزت سے محروم رہے مگر چونکہ یہان کے اموال یہین کے ابدان کی شکست و
ریخت ... کے لئے ہین اور یہان کے ازواج انہین ابدان کی ثمر کی تخم ریزی کیلئے مصداق نساءکم
حرث لکم یہین ہین تو بعد انفکاک تعلق روح کو انکے متعلقات سے کیا تعلق ... ایسے
بلکہ جیسے گھوڑا سواری کے لئے اور گھاس دانہ گھوڑے کے لئے اور گھوڑا نہ ہے تو پھر گھاس دانے سے بھی کچھ
مطلب نہین تھا ایسا ہی ابدان ارواح کی کاروبار کے لئے بلکہ اوسکا مرکب اور انکی سواری
اور اموال و ازواج ابدان کے لئے اور ابدان نہین تو پھر ان سے ہی مطلب نہ رہیگا اس لئے

شہداء کے اموال و ازواج میں بھی بوجہ انفکاک تعلق مذکور اور انکو بطور مناسب اجازت
ہو گئی اور یوں ہی بیکار رہنے دینگی مگر ہاں جیسے یہاں گھاس دانہ کی طلب اور اوس سے تعلق
دلی احبابات پر شاہد ہوتا ہے کہ طالب اور صاحب تعلق کی گھر پر گھوڑا وغیرہ گھاس دانہ کھانے والا
کوئی جانور ہوگا ایسا ہی اموال و ازواج سے تعلق اس بات پر شاہد ہو سکتا ہے کہ صاحب
تعلق کو اپنے ابدان سے بھی تعلق ہے اس تقریر مختصر سے اسقدر تو بشرط فہم و انصاف خواہ مخواہ ذہن میں
آہی جاتا ہے کہ انبیاء کرام کو اپنے ابدان سے اوس قسم کا تعلق اب بھی ہوگا جس قسم کا پہلے تھا
یہ نہیں کہ جیسے وطن اصلی سے اپنے وطن کو یاد کر ذرا اوس فاصلہ پر بستیاں ہوں تو اونکی کچھہ
خبر نہیں ہوتی ایسے ہی انبیاء کی ارواح کو بھی مثل دیگر اموات اپنے ابدان سے ایک تعلق یادگاری
محبت ہے مگر چونکہ اور ابدان سے محبت نہ تھی تو تعلق یادگاری بھی نہیں ایسا ہی تعلق ہوتا
تو احکام بھی یکساں ہوتے ہاں یوں کہیے تو خیر کہ خدا کے حکم محض بوجہ اور ہی حکمت ہوتے ہیں
مگر چونکہ آپ سے بھی امید ہے کہ خداوند علیم و حکیم کو حکیم ہی سمجھتے ہونگے اسلئے یہ بھی امید ہے
کہ بدلالۃ حکم مذکور انبیاء کو ابدان دنیا کے حساب سے زندہ سمجھینگے رہی حسب ہدایۃ کُلُّ
نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ اور اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّہُمْ مَیِّتُوْنَ تمام انبیاء کرام علیہم السلام
خاص کر حضرت سرور انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت موت کا بھی اعتقاد ضرور رہے
مگر اس صورت میں یہ اجتماع موت و حیات ایسا ہوگا جیسا وقت حرکت کشتی جالسین کشتی کا
حرکت و سکون جیسے یہاں سکون اصلی ہے اور حرکت عرضی ایسے ہی وہاں بھی حیات اصلی اور
موت عرضی ہوگی اسلئے استمرار بھی اگر تسلیم کر لیا جاے تو کچھہ مخالف مطلب نہو گا کیونکہ حیات
پھر بھی موجود ہے یا جیسے آب گرم میں اجتماع حرارت و برودت حرارت کے لئے دلیل کی کیا حاجت
وہ خود مشہود و محسوس ہے ہاں برودت کی دلیل لیجئے اگر برودت نہوتی تو آگ کو کیونکر بجھاتا
آگ کے بجھانے کے یہی معنی ہیں کہ مادہ حرارت کو کھود یا اور نیست نابود کر دیا مگر ظاہر ہے

که اضداد کو بجز اضداد و عالم اسباب و کیسی سبب سی باطل او نیست و نابود نهین کر سکتی مگر
یه بهی تسلیم کرنا ضرور هی که وقت موت حیات انبیاء کرام علیهم السلام اور بهی شدید هو جاوی
کیونکه جب حیات اصلی اس صورت مین کبهی قبر مین رهنا کبهی آسمان پر نظر آنا ایسا هوگا
جیسا حالت حیات سابقه مین کبهی زمین پر رهنا کبهی بوجه معراج آسمان پر چلا جانا زیر پرده
موت عرضی مستور هوئی تو پهر ایسی صورت هو جاویگی جیسی فرض کیجیو چراغ کو کسی ظرف گلی
مین رکهکر سرپوش رکهدیجیو جیسی یهان تمام شعاعین باهر سی سمٹ کر اوس ظرف مین آجاتی هین کیه
خود شعله چراغ مین سما جاتی هین جس سی وه اشتداد مشار الیه نمایان هو جاتا هی ایسی یهان بهی
خیال فرمالیجیو اس صورت مین موت انبیاء کرام اور موت عوام مین ایسا فرق هوگا جیسا
چراغکی ظرف گلی مین مستور هو جاوی اور گل هو جانی مین فرق هو یهان جیسی باعتبار مکان اندر باهر دونون
صورتون مین اثر مین پهر اتنا فرق هی که باعتبار اصل اتنا پهلی تها ایسا هی یهان بهی سمجه لیجیو اور
شاید یهی وجه هی که انک میت جدا کیا اور انهم میتون جدا فرمایا مثل ثم انکم یوم
القیامة جو اگلا جمله هی سب کو شامل کرکی انکم میتون نفرمایا که اسی فرق مراتب موت کی طرف
اشاره باقی هی بالجمله حیات حال انبیاء کا مثل حیات سابق هونا اور پهر اوس سی اشد اور
اعلی هونا یون ظاهر هی که مماثلت تو فی تعلق الابدان الدنیاویه سی یه نهین که مثل شهداء
تبدیل ابدان کیگئی هو   اور اشدیه یون ظاهر هی که بوجه احاطه صد سعادم سبکو موت کبهی تمام قصر
حیات جو مثل شعاع شمس و قمر اطراف بدن اور اوس سی باهر تک بذریعه افعال جاتا تها
سمٹ کر داخل بدن کی طرف چلا آیا سمجه لینی کیلئی تو یه کافی هی پهر بس سلامت اجساد کو
لحاظ کیا جاوی تو اور بهی تائید هو جاتی هی رهین احادیث اونکی رجوع کرنیکی اسوقت ضرورت نهین
جو یه تحقیق کیجئی که کون سی حدیث صحیح هی اور کون ضعیف پهر بسر مجهکو ان باتون کی
خبر کم هوتی هی کیونکه یه باتین کتابون سی متعلق هین اور آپ خود جانتی هین که جب سی

سپاہی دی ہتیار ہوتی ہین ایسا ہی یہ جاہل عالم بے کتاب ہی یہ باتین آپ خود حضرت
شیخ کی تصانیف سی نکال لین مگر ایسا یاد پڑتا ہی کہ اکثر احادیث باب حیات ضعیف ہین
زیادہ کیا عرض کرون ہان اتنا عرض کئی دیتا ہون کہ گو عقیدہ تو یہی ہی اور مین سنتا ہون
انشاء اللہ تعالی ایسا ہی رہیگا مگر اس عقیدہ کو عقائد ضروریہ مین سی نہین سمجہتا نہ تعلیم اسکی
بانوبجی کرتا ہون نہ منکرون سی دست و گریبان ہوتا ہون خود کسی سی کہتا ہین پہرتا کوئی پوچہتا ہی اور
اندیشۂ فساد نہین ہوتا تو اظہار مین دریغ بہی نہین کرتا آپ بہی اس امر کو ملحوظ رکہین تو بہتر ہے فقط

مکتوب دوم در اثبات تراویح بدلائل عقلی و براہین نقلی

کمترین انام محمد قاسم نام کہ ہیچمدانی شعار اوست و طاعۃ نفسانی کار او بخدمت مجموعۂ مکارم
اخلاق عبد الرحیم خانصاحب دام اخلاقہ سلام مسنون عرض کردہ عرض پرداز است
کہ نامۂ نامی کہ بنام احقر بہ نشان میرٹھہ ارسال فرمودہ بودند از میرٹھہ بہ نانوتہ و از نانوتہ
بگنگوہ و از گنگوہ برامپور شدہ نزدم در اواخر شوال رسیدہ ممنونم گردانید نظر بر اہتمام سامی
در امور دینیہ و آنہم چندانکہ در فضائل اعمال دلائل اینچنین باید و دلالت اینچنین چندانکہ
بر خود نفرین ہا کرد کہ ہنوز گرفتار ہوا و ہوس و ہر دم بحکم مسابلہ کار ایندم بدم می افگنم
ہمان قدر بر آنجناب آفرینہا خواندم و گفتم کہ چون در فضائل اعمال اینقدر اہتمام است
و این مبالغہ در دیگر اعمال عالیہ از فرائض و سنن موکدہ چہ قدر ذخیرہای عمدہ بہم آوردہ
باشند جزاکم اللہ خیر الجزاء از ہماندم خیال جوابش عزمم را می انگیخت و پاس [illegible] دل بدلم می ریخت
الا انا لا [illegible] تکاسل طبع زاد کہ باستماع عادات [illegible] از بعض ملازمان دریافتہ باشند
پریشانی روزگار کہ ہر روز از جائی بجائی میرفتم و ہجوم کار کہ از کاری برکاری می نشستم نیز فرصتم نداد کہ
بہ ہیچ اشغال غیر ضروریہ پردازم با اینہمہ بدین سیاق و سباق نامۂ سامی و مطالعہ دلائل

ومقاصد گرامی ندانم غلط است یا راست از طرف بوی تعصب و تعمق شنیدم و بظاهر
این کار جناب نیست کسی دیگر است که در پرده نام جناب درین میدان کورانه رفته فرموده
امام ابن صلاح را باید عایش چه سپاس آری اگر اثبات احکام منحصر در صحاح بودی می توان گفت
که فلان حدیث اثبات تراویح نمی توان کرد آری اثبات مطالب بقدر ثبوت دلائل میباشد
صحاح بقدر ثبوت خود وضعاف بقدر ثبوت خود اثبات مطالب میکند غرض حسب تنوع
دلائل مطالب متنوعه بثبوت میرسند از متواترات عقائد ضروریه مثل توحید و رسالت و حقیقت
کلام الله ثابت می توان کرد و از احاد صحاح این کار نمی بر آید و از احاد وجوب اعمال و
تاکد سنن باید گرفت از ضعاف این کار نباید گرفت این فرق از کجا خاسته از تفاوت ثبوت
خاسته ورنه نفس حدیث و اضافت نبوی همین خواهد که هر دو را بیک پله باید سنجید مگر ظاهر است
که احادیث ضعف نه چنان ثابت اند که همسنگ صحاح و حسان گردند نه چنان باطل که همسنگ
موضوعات شوند پس لاجرم مرتبه آنها باعتبار ثبوت و عدم ثبوت فیما بین صحاح نی بلکه
حسان و موضوعات خواهند بود نه مثل موضوعات که سراسر باطل اند و بوی از ثبوت نشنیده
بیکار بمانند حسان و صحاح و متواترات در کار اثبات هر کار اند بصورت ثبوت فضائل اعمال
که از مطالب حسان و صحاح و متواترات فروتر است از ضعاف چه مستبعد و ظاهر است که
در صورت ترک اقتضا فقهاء به ثبوت تاکد تراویح معلوم رتبه اش از فضائل نمی فزاید پس
اگر حدیث نسبت تراویح ضعیف باشد ظاهر پریشان را چه باک در فکر او اگر جگر خون
کنند مدعیان تاکد کنند هان اگر تعارض مزعوم کسانیکه درین زمانه درین باره غوغا
کرده اند و میگویند که حدیث بست یا حدیث یازده متعارض است میسر می شود البته ترک
بست و اختیار یازده خیلی بجا بود گو در آنهم گنجایش گفتگوهای دیگر باشد و بیشتر از اثبات
تعارض از بیهمی ملة و بیهمی کلمة الاسلام چه سود باقی ماند اینکه جناب ختمی مآب صلی الله

تعالی علیه و آله وسلم در رمضان و غیر رمضان همی یازده را اینجا آورده اند چنانچه از حضرت عائشه رض
مرویست با آنکه حضرت رسول اکرم صلی الله تعالی علیه و آله وسلم در لیالی سه گانه همی یازده خواندند
چنانچه از جابر مرویست این حدیث گو بظاهر با حدیث بیست که مرفوع است بنظر ظاهر بینان
متعارض نماید اما در حقیقت حکم بتعارض خالی از جهل یا عناد نیست اول تراویح را از تهجد
باید گفت بعد از ان تطبیق تعارض عزم باید کرد اگر گویند که تراویح مثل صلوة اوابین که بعد
مغرب میخوانند و نوافل عشا که در پس و پیش آن خوانده می شوند نوعی دیگر و تهجد نوعی دیگر
و هر دو حدیث مذکور درباره تهجد است خود ظاهر است که اعتراض تعارض هیچ خواهد رفت باز
چون باتصال تراویح با عشا ادا کردن آن در اول شب و افتراق تهجد از عشا که بنوم و دیگر
اعمال کثیره بمیان می آید و ادا کردن آن در آخر شب نظر افگنیم این همه موجب می یابیم مع هذا
در تهجد روایات کثیره از حضرت عائشه رض مرویست و هم از بعض صحابه رض ماثور بعض از ان در صحیحین
و بعض در کتب دیگر از صحاح ستة منقول است چنانچه خوانندگان حدیث همه میدانند پس
هرچه ملازمان جناب مفتی سامی جواب آن خواهند داد از ین تعارض هم همان را قبول کنند
بالجمله چنانچه حمل بر تعدد واقع احادیث بخاری و مسلم را موافق باهم توان کرد حدیث
بیست رکعت و یازده رکعت را نیز باهم متعانق باید ساخت از ین صورت ضعف حدیث
بیست در امتثال منطوق آن مانع نخواهند شد هان اگر امام ابن صلاح لیاقت قبول اقوال
از نصوص قطعیه بهم رسانیده اند و کلام الله یا حدیث باتباع اوشان خوانده و دیگر علماء
اصول و فقه را این منصب بهم رسیده ما را گنجایش عرض معروض خویش نیست و اگر اوشان را
امام اصول حدیث باین معنی تصور دیده اند که درین فن یکتای روزگار و مرد این میدان اینکار
بودند درباره محافظة الفاظ حدیث هر قاعده که بنیاد نهند بر چشم نهادنی هست و براهی
که روند قابل گام کشادنی هست ما را مسلم مگر اوشان را اگر در محافظة الفاظ حدیث

که بغرض محافظهٔ معانی مقصود است چنانچه جملهٔ فیبلغ الشاهد الغایب یا جملهٔ
فرب مبلغ اوعی من سامع پیوسته بران شاهد است ائمهٔ اصول فقه را در فن محافظهٔ معانی
ید طولی است اوشان دران باره اگر قایل اقتدا هستند ایشان درین باره لایق اتباع قاعدهٔ
بنیاد نهادهٔ ایمهٔ اصول فقه همین است که فضائل اعمال از ضعاف هم ثابت می توان شد و
اگر نیک تامل کرده شود آن موضوعات که نظر بر کذب رواتش در مواقع دیگر از اوموضوعات
شمرده اند باین کلیه بالیقین غلط و مخالف واقع نمی باشند فان الکذوب قد یصدق
همچنانکه جملهٔ صحاح صحیح بمعنی مطابق واقع نمی باشند فان الصدوق قد یخطی و نیز احتمال
دروغ از غیر معصوم چه مستبعد چنانچه در بعض صحاح مشهود هم همین است ندانی که در بخاری شریف
درباب عمر شریف حضرت رسول اکرم صلی الله علیه و آله وسلم سه روایات باهم متعارض آمده
شصت [۶۰] و شصت و سه [۶۳] و شصت و پنج [۶۵] و همه میدانند که توافق این روایات باعتبار منطوق
خویشتن محال است لاجرم یکی مطابق واقع و دو مخالف واقع خواهند بود حالانکه باعتبار اصطلاح
اصول حدیث هر سه روایات صحیح اند ورنه امام بخاری که التزام ایراد صحاح کرده اند در کتاب خود
نمی آورده اند این صورت لامحاله باید که یکی را مظنون الصدق یا مقطوع الوقوع گردانند و دیگر آنرا
مظنون الکذب و یا قطعی البطلان گردانند پس حج اگر از قسم روایات است عام است که
صحیح باشد یا ضعیف چنانچه ظاهر است و اگر از قسم درایات باشد از اندازه که یکی از
کارهای نبوی است چنانچه آیهٔ یعلمهم الکتاب والحکمة بران دلالت میدارد دور
نرفته باشند اندرین صورت حدیث ضعیف هم اگر موید بدرایه شود از مرتبهٔ خود بالا رفته کار گر
خواهد کرد چنانچه آیهٔ واذا جاءهم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو ردوه
الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم برین قضیه
گواه هم موجود است چه اخبار مشار الیها اگر از قسم صحاح بودی اذاعه را محل طعن نمی شد و اگر

در آیه و درایه موید صنعاف نمی شد جمله یعلمه الذین یستنبطونه چه معنی داشت اکنون معروض
آن است که روایه بست رکعة نیز بزعم احقر موید درایه است و معارض کدام درایه نیست اگر
اندیشه که بدان اشاره کرده آمده ام سد راه قلم نبودی اگر همه ما فی الضمیر خود زیر قلم بیاوردمی
باری قلیل کثیر ازان آویزه گوش سامی میکردم مگر چه کنم که منشی سامی در استدلالات از
حق کناره میرود چنانچه قدری معروض شد و قدری اکنون معروض میشود مدار طعن بر روایه
موطا برین داشته که یزید بن رومان زمانه حضرت عمر رضی الله عنه نه دریافته سبحان الله
چه دلیل است و چه مدعا خلاصه طعن این بر آید که مرسلات تابعین اعتبار را نشاید اول
این را اثبات باید کرد بعد ازان روایه مذکوره را رد باید فرمود عدم اعتبار مراسیل تابعین
اگر تراشیده خویشتن است این را که می پرسد و اگر تقلید دیگر است بجز امام شافعی رح کیست
که بآنطرف رفته امام ابوحنیفه رح و امام مالک رح همه برآنند که مراسیل تابعین همه مثل مراسیل صحابه
همه مثل مراسیل صحابه معتبر اند بلکه از مسند زیاده چه ترک اسناد دلیل وثوق خود است و ذکر اسناد
بر فهم سامع گذاشتن و گویا العهده علی الراوی گفتن است اگر از تقلید عار است قول امام ابن صلاح رح
را بدیوار باید زد و اگر تقلید اوشان جائز است امام ابوحنیفه رح و امام مالک رح چه تقصیر فرموده اند
امام ابن صلاح رح اگر تاسیس قواعد حفظ و نگاهداشت الفاظ بصیرت حاصل کرده اند امام ابوحنیفه رح
و امام مالک رح نیز در تاسیس قواعد محافظه معانی ید طولی دارند و اگر ازین قواعد محافظه معانی
بهم رسیده و در بعض مواقع بنظر ملازمان جناب علی تقدیر التسلیم معنی مقصود از دست میرود
از قواعد محافظه الفاظ نیز این محافظه علی العموم دیده میشود چنانچه از ملاحظه احادیث
عمر شریف حضرت رسول الثقلین صلی الله علیه و آله وسلم موید است و اگر درین باره بتقلید
امام شافعی رح بر اوشان احسان نهاده اند از ما مبارکباد مگر اندرینصورت اگر ملازمان جناب
اقتدا امام شافعی رح ورزیده ما گنهگاران اتباع امام ابوحنیفه رح لازم گرفته ایم اگر فرق است

همین قدر است که امام ابوحنیفه امام اعظم اند بالجمله بتقلید یکی از ائمه مقلدان ائمه دیگر را
الزام نباید داد و با وشان دست گریبان نباید شد این است جواب آنچه که ملازمان جناب
بطور قواعد روایة برست کرده طعن فرموده بودند باقی مطاعنیکه بطور درایة وارد فرموده اند
جواب آن چه گویم که خود از دائره فهم بیرون می نماید بجز آنکه تعصب و تعمق باعث این
یاوه گوئیها شده باشد دیگر چه گفته شود و اگر با وجود باید شنید یکی ازان مطاعنها اینهم
است که اگر بروایة علیکم بسنتی وسنة الخلفاء دست آویخته شود بلحاظ آنکه
سنتی وسنة الخلفاء هر دو معروفه اند و تکرار معارف مشعر باتحاد اول یا ثانی میباشد
لازم است که سنة الخلفاء که اتباع آن در حدیث اشاره فرموده اند همان سنة نبوی
علیه وعلی آله التحیة والسلام و درست کرده این امر مفقود است میگویم که اول این قاعده نزد علمای
اصول کلیه نیست تا باتباع اوشان ملازمان مخدوم را گنجایش طعن بهم رسد و ما را فکر جواب
باعث تردد شود دوم اینجا فقط لفظ سنت مکرر آمده آن بذات خود نکره است و تکرر
نکره باعتراف همان کسان که تکرر معرفه را مشعر باتحاد شمرده اند مشعر تغایر است نظر برین لازم
که سنة الخلفاء غیر سنة نبوی علیه الصلوة والسلام باشد و یای متکلم و لفظ الخلفاء اگر معرفه است
یکی هم ازان مکرر نیست و اگر نظر بر معرفیة عرضیه است آن معرفه خود از معرفه دیگر متغایر شرح
چنانچه آن دو ذات خود متغایر اند این و آن معرفه نیز متغایر خواهند بود وجهش چنانکه دانی
همینست که محکوم علیه حقیقی در صفات عرضیه همان موصوف بالذات میباشد پس اگر موصوف
بالذات چیز واحد است صفت عارضیه نیز چیز واحد خواهد بود و اگر دو شی متغایر است صفات
عارضیه اینهم دو شی متغایر باید داشت پس اگر سنتی وسنتی مکرر می آمد یا سنة الخلفاء و سنة
الخلفاء مکرر می شد این گفتگو را بظاهر خیلی بجا گفته می شود و با اینهمه در ابناءنا و ابناء
کم بلکه در انفسنا وانفسکم که در کلام الله یک جمله مکرر آمده چه خواهند فرمود سبحان الله

با ہمچنین امثلہ فرمیہا واین لن ترانیہای دور ودراز علاوہ برین ہمہ اہل فہم را درین قدر
اتفاق ہست کہ عطف مقتضی تغایر می باشد تا وقتیکہ تغایر حقیقی یا تغایر اعتباری بدست
نیاید عطف نتوان کرد دوم آنکہ طعن لام تعریف در جمع مفید استغراق میباشد از ینصورت
لازم ہست کہ جمیع خلفا مراد باشند پس سنۃ الخلفاء کہ اشارہ بالتزامش فرمودہ اند می باید
کہ سنت ہمہ خلفاء راشدین باشد و لیست کعت اگر ہست سنت حضرت عمرؓ ہست سنت
حضرت ابی بکرؓ نیست این اعتراض از ہمہ افزون تر ہست ماشاء اللہ فہم مطالب ہمیسان
باید و نکتہ فہمی کم از فہم اینقدر شاید مخدوم من اینقدر مسلم کہ جمع محلی باللام از الفاظ عموم است
و لام تعریف در جمع اکثر مفید استغراق میباشد اما منشی آن مخدوم ندانم معنی اجتماع از
کدام پہلو می برارند و این تحقیق از عقل یا از نقل از کجا می نگارند مفاد استغراق ہمان مفاد
کل افرادی می باشد نہ مفاد کل مجموعی تا این مطلب باین دلیل مربوط می شد و ظاہر است
کہ در کل افرادی حکم راجع بہر فرد جداگانہ می باشد آری در کل مجموعی حکم قضیہ راجع بجانب
مجموع میگردد و افراد را ازان سروکاری نمی بود و آنچہ منشی جناب فہمیدہ اند محصلش
ہمین ارجاع حکم بجانب مجموع ہست ازین تا ازان فرقی ہست کہ بفرق زمین و آسمان تعبیرش
توان کرد با اینہمہ حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم را حکم
باید کرد و باید دید کہ چسان فیصلہ این نزاع میکند علاوہ برین نصوص قطعیہ قران شریف
و حدیث را کہ در بعض مواقع بر جمع محلی باللام مستعمل مینمایند مثلا ان اللہ لا یضیع
اجر المحسنین چہ جواب خواہند داد کدام ہست کہ نمیداند کہ اینجا اجر مجموعہ مراد نیست
چہ یک محسن ہم اگر بعالم باشد تاہم اضاعۂ اجرا و نخواہد شد و نیز باید کہ بر طبق فہم منشی
جناب اجر ہمہ محسنین یکی باشد و آن ہم چندانکہ بتعدد شخصی را دران گنجایش بود نہ تعدد
نوعی را مجال چہ عطا اجر یکبارہ خواہد شد مثل صلوٰۃ کہ بتعدد ازمنہ و اختلاف مکرر

سنه که مطلوب می شود بعد از سنه مخلف نخواهد شد همچنین در جاهد الکفار والمنافقین
لازم است که جهاد مجموعه کفار و منافقین مراد باشد اندرین صورت یا حضرت رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم را باید گفت که ازین جهان بی ادار فرض تشریف بردند یا بر خداوند احکم
الحاکمین نعوذ بالله غصه باید کرد که اینچنین حکم دشوار بر نبی خود فرستاد که اوایش نتوانستند و عیب
عدم امتثال ازین جهان بردند نعوذ بالله من سوء الفهم و ازین هم در گذشتیم اذان ثالث جمعه
بشهادهٔ صحیحین سنهٔ حضرت عثمان ذی النورین است رضی الله عنه پیشتر از زمانهٔ اوشان فقط
بآن دو اذان اعنی یکی اذان خطبه دوم تکبیر بود پس از سنة الخلفاء در حدیث مذکور اگر سنهٔ همه خلفاء
بطور مذکور مراد باشد لازم آید که اذان مذکور داخل بدعت شود چه نه سنه نبوی است نه سنهٔ خلفاء
بطور مذکور و این التزام بدعه اندرین صورت نه تنها بر حضرت عثمان خواهد بود بلکه جملهٔ صحابه
رضوان الله علیهم اجمعین که دران زمان حاضر بودند مبتدع خواهند شد و میدانی که این همان
گناه و همان عیب است که رفاض و شیعه از دایرهٔ سنت و جماعة بدان بدر رفتند و ازینهم
باید گذشت در آیهٔ اولئك الذین هدی الله فبهداهم اقتده ضمیر بهداهم راجع
بسوی الذین است یعنی این شد که روش آن کسانیکه ذکر اوشان کرده ایم باید گرفت غرض
لفظ بهداهم در قوة هدی الذین شد و معلوم است که مخاطب باین حکم جناب سالتماب
صلی الله علیه وآله وسلم اند و مشار الیه بموصول انبیاء مذکور الصدر که منجمله آن حضرت موسی
علیه السلام و حضرت داود علیه السلام هستند و موافق این خطاب و این ارشاد حضرت
صلی الله علیه وآله وسلم در روزهٔ عاشوره اقتدا به حضرت موسی علیه السلام کردند و در سجده
تلاوه سورهٔ ص اقتدا به حضرت داود علیه السلام کردند و اگر سجده سورهٔ ص اقتدا به حضرت
داود علیه السلام نگویند و گویند که سجدهٔ حضرت داود علیه السلام بجهة استغفار و سجده حضرت
سید ابرار صلی الله علیه وآله وسلم جهة شکر پروردگار که ما را ازین قسم ابتلاء محفوظ داشت

درواقع از حضرت موسی علیه السلام در روزه عاشوره کلام هست چنانچه [illegible]
نحن احق بموسی او کما قال بران گواه هست گو بوجه دیگر از پیغمبر هم [illegible]
رسول حضرت صلی الله علیه وسلم باشد آری اگر اجتماع وجوه کثیره و یک عمل [illegible]
بود و منه [illegible] بود دیگر مساعد این نه عقل هست چنانچه دانی و نه نقل چنانچه انما
[illegible] ما نوی [illegible] و [illegible] بیان [illegible] ثواب مثلا از [illegible]
چنانچه [illegible] این حدیث بود [illegible] الغرض این قسم سند [illegible] دفع نمی آید [illegible]
[illegible] مذکور [illegible] و در حدیث اقتدوا باللذین من بعدی
[illegible] الذین [illegible] واقع است همان عموم نخواهد بخشید که [illegible] واقع آیه مذکور [illegible]
[illegible] تشبیه و جمع است اگر این قسم فرق [illegible]
[illegible] پس [illegible] آیه [illegible] سنت [illegible] قابل اتباع [illegible]
یکی خلیفه [illegible]
[illegible]
[illegible] مثلا فرق هست این است آنچه [illegible]
[illegible] این [illegible] تمام [illegible]
[illegible] صاحب باشند [illegible] از تحریر جواب اصل مسئله [illegible]
چه اگر چیزی می نویسیم [illegible] تنقیح و تصحیح آن [illegible]
رفته اند [illegible] نا انصافی گذشته اند که [illegible]
بیت تو کار زمین را نکو ساختی * که با آسمان نیز پرداختی
[illegible] تکلیف مولوی احمد حسین امروهی که یکی از احباب [illegible]
با مروهه فرستاده بودم از [illegible]

سوال سوم دیگر آنکه آنچه که بلفظ مضامین شعریه بآن اشاره فرموده اند میخواهم که نقشه اگر
ممکن باشد ببین ارزانی فرمایند تا شاید چیزی زیادتی سوده باشد باقی عرض دیگر اینست که
کرده [illegible] بهترین عاملان بالحدیث بشرط فهم بعضی انکار و ملکه این اشعار اینها را می نمایند لیکن
اینچنین [illegible] فهمان که مضامین نامه سامی نتیجه قلم او شان است [illegible] عاملان بالحدیث را
نسبت داده اند همچنین کسان متکلم بفضل به کتابت [illegible] و اما فی تلقیه الاشاره [illegible]
باید که [illegible] بر صحابه طعن نمیکنند و دین تمام نشود و احادیث باهم و با قرآن متعارض متعلق
باشند [illegible] طوریکه با اختیار آن مطاعن بجانب صحابه [illegible] شود و احادیث باهم متعارض شوند و
[illegible] مذهب آن شود هرگز پسندیده خدا و رسول نیست صلی الله علیه وآله وسلم [illegible]
[illegible] است همچنین آنچه بعرض آورده شد دیگر آنکه هر که قصد عمل بالحدیث کند [illegible]
باید [illegible] اجتهادات چند [illegible] اراده عمل بالحدیث باین معنی است [illegible]
بایند [illegible] عمل کنند آن مقصد مقتضی [illegible] که [illegible] خود [illegible]
[illegible] و تحقق مشتبهان [illegible] اولی [illegible] و اگر قصد [illegible]
پس [illegible] بصورت [illegible] سابق [illegible] والله الموفق [illegible]
[illegible] از قلم [illegible] صدور [illegible] حرف [illegible] بسیار [illegible]
معانی در پرده استدلالات [illegible] رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم [illegible] صحابه
کرام رضوان الله علیهم اجمعین [illegible]

مکتوب سوم حضرت مولانا رشید احمد صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم

خانصاحب عبد الرحیم خان سلمه - بعد سلام مسنون آنکه نوازشنامه رسید در باب تراویح آنچه
تحریر بود ظاهر و متبادر از ان چنین میشد که مقصود استفسار مسئله نیست بلکه اعلام و الزام تحقیق خود

است لهذا در تحریر جواب تأمل ماند آخر الامر چنان مناسب معلوم شد که اشاره چند
فقره عرض کنم از تسلیم و غیر تسلیم کاری نیست لهذا در تحریر جواب بر خاطر اہل علم پوشیده نیست
که قیام رمضان و قیام لیل فی الواقع یک نماز است که در رمضان برای تیسیر مسلمین در اول شب
مقرر کرده شده و هنوز عزیمة در ادایش آخر شب است و در قیام لیل محمد علیه السلام چنانکه یازده
رکعت و کم از آن ثابت شده اند سیزده رکعت ای سنت فجر هم در صحیحین موجود اند که
نقل از روایة ابن مسعود از قول ابن عباس فصلی رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین
ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر فهذه دو ازده رکعة نقل و سنت آنانکه وتر را یک رکعة قرار
دهند دوازده رکعة نقل ثابت اند و قضاء آنجناب دوازده رکعت را در روز اگر شب تهجد
فوت میشد هم معین دوازده رکعة نقل است این هم در صحاح موجود است باید دریافت
که بجهت بیان او دوازده رکعة نزد نبی شد و سنیة آن فقط ... قصر یا ... اوتر ...
صحابه هم چنانکه یازده اند سائب نقل می فرمایند از اصحاب امام مالک در موطا ... دوازده رکعة نقل
روایة میفرمایند چنانکه در مشکوة موجود است اندام که چرا بر سامی مخفی ماند غلط کردم جناب رافعی
صحابه بمقابله سنت حضرت فخر عالم هرچه مخالفه حجت نیست این نزد اہل علم واضح است که نفس
قیام رمضان را آنجناب سنت فرموده اند و تحدید عدد رکعات آن نه فرموده که مزید
در ادای آنها باشد چنانکه در الکفو روایت سنن اند در شما اختلاف در ادا عدد آنها ثابت
نشده لهذا هر قدر که زیاده در عدد رکعاتش بود موجب اجر است نه باعث گناه از ممانعت
در هیچ حدیث و در منع آن وارد نیست بلکه حدیث علیك بكثرة السجود مطلقا استحسان
کثرت رکعات نوافل روز و شب میفرماید البته جاییکه شارع تحدید فرموده چنانکه در فرائض
و سنن روایت نقصان و زیاده در آن منع است و همچنین اگر قبل آن یا بعد آن هم محل نوافل
کرده نوافل منقول شوند بدون اینکه در حقیقت آنها کسی است ... در منع زیاده ...

پس ہمچنان در تہجد و قیام رمضان زیادۂ رکعات را چہ اندیشہ خواہد شد و آنچہ در
عدد رکعات تہجد فخر عالم علیہ السلام تحقیق ہست ازان روا ست کہ فعل آنجناب محقق گردد
کہ چیست نہ آنکہ زائد ازان بدعۃ است مصرح بہ النووی فی شرح المسلم برین قیاس
سائر سنن کہ اصل آنرا شارع علیہ السلام سنت فرمودہ و تحدید دران نفرمودہ مثلا تسابیح
رکوع و سجود کہ دران زیادۃ از قدری کہ آنجناب میگفتند بدعۃ است و قرءۃ قرآن کہ زیادہ از
مقرر آنجناب است در فرض و نفل بدعۃ نخواہد بود و علی ہذا در ہمہ این قسم امور لازم است کہ علماء
قاطبۃ اگرچہ سنۃ موکدہ ہمون قدر را گفتہ اند کہ بران قدر ہرچہ سنۃ نزد شان صادق آید مگر زائد
ما دران بدعۃ ندانستہ خصوصا زیادتی کہ از صحابہ ثابت شدہ چنانچہ روایات عدیدہ مختلفہ
سامعی دیدہ باشند تعامل عشرین پس در زمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارشاد و تقریر آنجناب
معمول شد چنانکہ در موطاء مالک مرویست و شبہۂ انقطاع بر محل خود نیست چرا کہ یزید بن رومان
تابعی ثقہ اند و ارسال ثقہ مقبول میباشد مالک و محدثین سلف را ہمین مذہب است اگرچہ شافعی
و احمد دران کلام کردہ اند کتاب ابی داود بسوی اہل مکہ و دیگر کتب اصول حدیث مطالعہ
نمایند معہذا حدیث صحیح بیہقی کہ صاحب فتح روایۃ آن فرماید موید او ست و مزیل شبہہ
انقطاع و ترمذی در جامع خود از حضرت عمر و علی و غیرہما من الصحابۃ روایت آن میکند
پس اکنون در ثبوت عشرین از آنجناب رضی اللہ عنہ چہ تردد ماند و این زیادہ را
مخالف سنۃ پنداشتن نہایت موجب تعجب است کہ ہیچ اہل علم چنان نفرماید چہ بالا
نوشتہ ام کہ قیام لیل محدود نیستند و رنہ ہرگاہ بحدیث صحیح ثابت شد کہ فخر عالم علیہ السلام گاہی
ماہ کامل بغیر رمضان صائم نبود و ہیچ ماہ را از صوم خالی نگذاشتہ اگر کسی تمام ماہ روزہ
دارد متنفلا مخالف سنۃ گردد و گرفتار بدعۃ معاذ اللہ باید کہ حضرت عمر و علی و دیگر
صحابہ و تابعین باعتراف ترمذی وغیرہ بسبب تقریر زیادۃ عدد رکعات اہل بدعۃ شوند استغفر اللہ

استغفر اللہ و بسیار امور نفل از صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ و حج و ذکر و تسابیح بدعۃ شوند
تامل در کار است اہل علم را چنان فرمودن سخت ناز یباست ما بین لفظ مخالف
و موافق و محدود و غیر محدود و بدعۃ و سنۃ امتیاز و جب است و چونکہ در حدیث
علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین الخ ارشاد جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ
است کہ چنانکہ سنۃ مرا التزام کردن بر شما است سنۃ خلفاء را ہم التزام ضرور است
و مراد از سنۃ خلفاء امریست کہ از آنجناب صدور آن نشد و از خلفا وقوع آن شدہ
و آن ہرگز خلاف کلیات شرع نمی خواہد بود بلکہ موافق سنۃ و مستنبط ازان لہذا این بست
رکعت ہم مندوب سنۃ شدند و بدعۃ گفتن آن سخت ناز یبا کہ ہیچ عالمی چنین نگفتہ اری
آنچہ خلاف است در ان است کہ زیادہ بر آنقدر کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ خواندہ اند آیا سنۃ موکدہ
اند یا مستحب از این بعد آنچہ درین حدیث افادہ فرمودہ اند بلکہ مراد از سنۃ خلفاء سنتی است
کہ عین سنۃ نبویہ باشد از عجائب روزگار است چرا کہ اگر مراد از عینیۃ آنست کہ بعینہ آن فعل را
آنجناب علیہ السلام عمل آورد فرمودہ مسنون کردہ باشند پس می پرسیم کہ درین صورت خاصہ
تقریر خلفاء چیست آیا بعد وفات آنجناب کسے را از خلفاء مجال نسبت قرار داشتہ یا نسخ
و تبدیل آن میرسد تا سنتی کہ سنۃ خلفاء کرام و غیر آن را ترک کنیم و اگر مراد از عین آنست
کہ مستنبط از سنۃ بود یا نظیرش در سنۃ موجود باشد و موافق کلیۂ شرعیہ بود مثل جمع قرآن
شریف و ترتیب سور آن مثلاً لاریب این امر مسلم صحیح است مگر این زیادہ رکعات را
ندانم کہ بچہ وجہ مخالف سنۃ قرار دادہ خواہد شد و آنچہ از اصول قاعدۂ اعادہ معرفہ تحریر است
در تلویح این بحث را باید دید کہ این قاعدہ کلیہ نیست و خلاف این بسیار موجود است این قاعدہ
آنجا بود کہ قرینہ خلاف موجود نباشد اینجا عطف لفظ سنۃ الخلفاء بر لفظ سنتی مغایرۃ را
می خواہد و مقصود جناب رسالت علیہ السلام ازین الزام سنۃ الخلفاء خود ہست مر امۃ را

مثل سنة خویش چنانچه در حدیث دیگر فرموده فاقتدوا بالذین من بعدی
ابی بکر و عمر بلکه در حدیثی باقتدای جمله صحابه فرموده اصحابی کالنجوم بایهم
اقتدیتم اهتدیتم و همچنان آنچه لام استغراق فهمیده اند نه همین است که آنچه سنة مجموعه
خلفاء باشد بشرط اجتماعهم علیها آنرا قبول سازید و امریکه یک دو خلیفه مثلاً کرده باشند
ترک کنید درین صورت آنچه باقتدای شیخین حکم است ناتمام خواهد شد که دو خلیفه ازان
ذکر فرموده اند همه او حدیث نجوم مخالف آن خواهد شد و ترتیب مصحف عثمانی بدعة خواهد شد
چه خلیفه اول جمع آن کرده بود نه ترتیب آن و مسئله عول و تحدید حد شراب و دیگر امور که در
زمان حضرت عمر قرار یافته اند همه خلاف سنة خواهد شد معاذ الله بلکه مراد آن است که سنة
همه خلفاء را التزام سازید چنان نکنید که سنة بعض آنها گیرید و بعض آنها نگیرید قال الله تعالی
یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین که معنی بر آن آنست که با جمیع کفار
و منافقین جهاد باید پس حسب فهم سامی باید که آنجناب امر الهی نکرده باشد که با تمام
کفار عالم جهاد آنجناب واقع نشده و چه ضرورت است که در حدیث لام لام استغراق
باشد میگویم که لام آن لام عهد خارجی است که خلفاء خمسه معهوده را مراد داشته فرموده اند
که طریقه ایشان را قبول کنید و هیئة اجتماعیه از حدیث فهمیدن همانا که محاوره کلام
ندانستن است پس بهر حال آنچه در ترجمه حدیث نوشته اند هر دو تقریر بر محل خود نشسته
زیاده چه عرض کرده آید و در بعض دیگر جا هم در صحیفه سامی محل کلام است مگر بنده را اصل
مسئله کار است و از تقریر زائد غرض نیست اکنون که بست رکعت تراویح از فعل خلفاء
ثابت شد عمل بران موجب سعادت است و بدعة فهمیدن محض بیجا البته زائد از هشت
رکعة را بعض مستحب دانسته اند و بعض مؤکده گفته اند این مسئله خلافیه قدیم است که ما را درین گفتگو
ضرور نیست والله تعالی اعلم فقط سوال اول هرگاه در تعریف سنة مواظبت نبوی صلی الله

علیہ و آلہ وسلم مع الترک احیاناً ماخوذ است و ایہم ظاہر است کہ بر تراویح مواظبت کذائی ثابت
نیست پس سنیّت آن از کدام دلیل اطمینان کردہ شود و آنقدر کہ بران مواظبت ثابت است
ہمان ہشت رکعات تہجد ہستند لا غیر پس باید کہ ہمین قدر سنتہ باشد و زیادت بران روا
نباشد فقط **سوال دوم** اینکہ این دوازدہ رکعات کہ بر ہشت رکعات سنت نبوی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم افزودہ شدند آیا در تاکد ہمان مرتبہ ہستند کہ آن ہشت رکعات را حاصل است
یا از ان مرتبہ فروتر فقط **جواب اول** اینکہ ہر چہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بران
مواظبت فرمودہ باشند سنت موکدہ می باشد لقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی و سنۃ
الخلفاء الراشدین المھدیین نعم تاکدیکہ در مواظبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
ہر چیزی می باشد در مواظبت اصحاب کرام نیست چرا کہ مراتب سنت موکدہ در تاکد متفاوت
می باشد قال رد المحتار ناقلا عن شرح المنیۃ قال مراتب الاستحباب
متفاوتۃ کمراتب السنۃ انتہی و خود حدیث علیکم بسنتی الخ ناظر درین است
چرا کہ رعایات تقدم و تاخر در کلام بلغا بلا وجہ نباشد خصوصاً کلام بانتظام
سرور انبیاء تاج الفصحاء و البلغاء پس تقدم سنتی و تاخر سنۃ الخلفاء مع اشارات دقیق
دیگر کمال تاکد اول را از ثانی می خواہد چنانچہ از آیت ان الصفا والمروۃ من
شعائر اللہ حضور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم استخراج فرمودہ اند ارشاد کرد کہ بدایۃ می کنم
بدانکہ بدایۃ کرد حق تعالی باو ذکر کما ہو فی الحدیث پس اینجا تقدم زمانی است و اینجا
تقدم فی المرتبہ بہرحال از تقدم ذکر تقدم رتبہ مستفاد میشود و اما مواظبت آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم بچیزی بطور فرض اگر از خصوصیات نیست برامتہ ہم فرضیۃ را می خواہد و اگر
از خصوصیات باشد لیکن امتہ از ان ممنوع نباشد پس این مواظبت سنیّت را می خواہد بلکہ
استحباب مقتضاء اوست چنانچہ تہجد کہ نزد بعضے بران حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

فرض بود وامت را مستحب مگر چون دلیل دیگر بر تاکد این فعل برامت پیدا آید البته آنگاه سنت
خواهد شد مثل تراویح که هر چند نزد همون قائل فرضیت تهجد بر آنحضرت صلی الله علیه و آله
وسلم تراویح نفس تهجد است علی التحقیق مگر چونکه برین تهجد مشخص باین هیئة کذائیه مواظبت
صحابه پیدا آمد بدلیل قولی تاکد پیدا کرد و هو قوله علیه السلام علیکم بسنتی الحدیث و اگر نیک دیده آید
مواظبت فعلی حکمی هم بر تراویح از رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم هم توان دید چرا که رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم چند روز خوانده عذر ترک آن فرمود که مبادا برامت واجب شود و در حرج
افتند پس هر گاه فعل او را گاه گاه و ترک او را بعذر مواظبت حکمی دارند قال فی رد المحتار والمراد
ایضا المواظبة ولو حکما لتدخل التراویح فانه صلی الله علیه وسلم
بین العذر فی التخلف عنها قاله الطحطاوی عن ابی السعود انتهی و پس
حد محررۂ سائل بر جمعیت خود ماند و برای کسیکه فرضیت تهجد را بر آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم
منسوخ گوید چنانچه قول حضرت عائشه رض است رواه مسلم فی سننه پس مواظبت تهجد دلیل سنت موکده
خواهد بود و دلائل قولیه ناظر استحباب مگر تهجد رمضان که تراویح است بدلیل قولی سنت موکده
خواهد ماند والله اعلم جواب سوال دویم آنکه بست رکعت تراویح در زمان خیر بنیان حضرت
عمر رضی الله عنه قرار یافته اول یازده رکعت معه وتر خوانده شد پس در آخر امر بست و سه
معه وتر قرار یافت رواه مالک فی الموطا بسند صحیح و آنچه سنت خلفا باشد تاکد آن
از جواب سوال اول واضح شد باقی ماند اینکه همه موکده باشند یا بعض پس صاحب هدایه وغیره
بر آنند که همه موکد اند و قدوری گفته که بعض آنچه از رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم
ثبوت یافته موکده باشند و آنچه زیاده بر آن در زمان عمر رضی الله عنه قرار یافته مستحب بود و
ابن همام هم بهمین میل دارد هر چند ابن همام را علما جواب داده اند مگر از تقریر بنده جمع
بهر دو قول توان کرد که مراد قدوری از استحباب مزید یکی تاکد نسبت به هشت رکعت

ومراد بدایہ تسویہ در نفس تاکد ہست نہ قدر آن چراکہ تاکد کلی مشکک ہست وحدیث
عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي الخ دلیل ہست بس کہ بعد آن حاجت نقل دیگر نیست و بعد ثبوت
روایۃ موطا کہ اصح الکتب فی الحدیث در طبقہ اولی ہست وہم پلہ بخاری حاجۃ کتب
نیست ہمین معمول خواہد بود و مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ ہم ہمین باشد مگر تاہم آنچہ کہ
زیادۂ رکعات از دیگر ائمہ آمدہ اند موجہ توان شد کہ مثلاً بعد ہر ترویحہ اہل مدینہ چار رکعت
میخواندند بست رکعت فرادی زائد شدند و جملہ چہل شدند و تاہم آنہا را مجازاً در تراویح
شمردند واہل مکہ بعد ہر ترویحہ اسبوع طواف کردند و دو رکعت طواف خواندند دہ رکعت
فرادی مزید شدی کہ بہ مجاز اندر تراویح شمردند و بعد بست رکعت قبل وتر بعض گاہ
کہ اربع رکعات را ترک کردہ در دعوات مشغول ماندند شانزدہ رکعۃ مزید شدی و شش
گردیدند و یک اسبوع رقبل وتر اگر کم کردند دو رکعت کم شدہ بست ہشت شدند و بست
رکعت خود امری است مثبت و محقق از فعل صحابہ و یازدہ از فعل سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کہ اکد از بست ہست الحاصل ثبوت بست رکعت باجماع صحابہ
در آخر زمان عمر رضی اللہ عنہ ثابت شدہ پس سنت باشد و کسی کہ از سنیۃ آن انکار دارد
خطا ساخت واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم فقط راجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی۔

مکتوب چہارم بنام مولوی صدیق صاحب فضیلت علم

بندۂ بیچمدان محمد قاسم بخدمت بابرکت وسراپا عنایت مولوی محمد صدیق صاحب زادکم اللہ علماً
وکمالاً۔ پس از سلام مسنون عرض پرداز است عنایت نامہ سرمایہ منت وموجب
یاد آوری باشد شکر عنایت احباب نتوانم و طرز مکافات محبت ندانم این یک دعا ر
نا رسا است کہ تہیدستان دین و دنیا را سوای آن سرمایہ دگر نیست اگر بدرگاہ بی نیازی

میرسید درغم نه بود مگر تا ہم از خود دریغ نیست خداوند کریم بمقاصد دلی برساند مگر دنیا را اگر بینیم پیش غافلان متاع قلیل ہست روبسوی او چه کنند باقی ماند این کہ اعظم آن علم حدیث و تفسیر بود آنرا در راہ گذشته بوطن رفتند آن کدام ضرورت باشد که خوبیش از خوبی این دولت بی بہا چنین زیادہ بنظر آمد که یکبار افغان خیران فتند عنایت فرمای غم و رنج دنیا ہمیشہ ہمین سای آیند و میروند کار عقل آن ہست که مقصود را از دست ندہد چو سرفرازی و وراثت نبوی اگذاشتن و قلیل را از متاع قلیل گرفتن کار خردمندان نیست سرمایہ استحقاق خلافت حضرت آدم علیہ السلام ہمین وفور علم بود ورنہ در معصومیت ملائکہ و فساد بنی آدم کلام نبود مصلحت دیدن آن ہست که اگر علم را شروع کردہ اند ناتمام نگذارند در ششماہ یا یکسال کتب باقیہ ہم انشاء اللہ تعالی تمام خواہند شد اگر این اضطراب و تلون بود در اول امر کدام کس خبر کردہ بود که شروع کردند گستاخی معاف باد ہمہ یاد آوران خصوصاً برادران و میرزایان و مولوی عبدالرشید صاحب و مولوی تمنا صاحب و اگر جناب حافظ صاحب ہم تشریف فرمای مرادآباد باشند یا اتفاق حاضری خدمت جناب مفتی صاحب شود از من سلام عرض دارند فقط

مکتوب پنجم در جواب سوال حافظ بشیرالدین صاحب مرادآبادی

سوال زید نی بحالت لاعلمی ملک عمرو کی رہن رکھی اور قبضہ او سپر کر لیا منافع اوسکا اپنی صرف مین لاتا ہی ہنوز میعاد رہن کی منقضی نہین ہوئی تہی کہ بعض اشخاص نے کہا منافع رہن کا حکم سود مین ہی۔ زید اس امر کی تحقیق چاہتا ہی کہ فی الحقیقت منافع رہن حکم مین سود کی ہی یا نہین در صورت سود ہونی کے زید جو منافع بہ نیت زر اصل اپنی کی خرچ مین لایا ہی اوسکو بوقت فک رہن کے

عمرو کو وضع کر دینا ضرور ہی یا نہین مثلاً پانسو روپیہ عوض رہن ہی زید سو روپیہ اپنی
صرف مین لایا تو چارسو روپیہ بروقت فک رہن کی عمرو سی لیلوی اور سو روپیہ منافع کے
اوسکو وضع کر دیوی اگر زید زر منافع بروقت فک رہن عمرو کو ادا کری اور عمرو قبل اپنی منافع کر
معاف کر دیوی یا بعد لینی کے زید کو دیدیوی جائز ہی یا نہین شرعاً ایسا ہو کہ زید کل
روپیہ اپنا عمرو سی لیلیوی اور تمام زر منافع رہن زید کو جائز ہو جاوی غرضکہ زید کو کسطرح
برآءت گناہ سی ہو سکتی ہی لہذا تکلف خدمت عالی ہون کہ اس مسئلہ مین جو حکم شرع
شریف کا ہو ارشاد فرمائی اگر مرتہن زر منافع بوقت رہن رکھدینی کی بعوض محنت اور
خبرگیری ملک مرہونہ کی راہن کو بخشدی جیسا کہ عبارت معمولی رہننامہ مین
ہوتی ہی جواب سراپا عنایت حافظ بشیر الدین صاحب - السلام علیکم رہن کی آمدنی
جو زمانہ حال مین کہائی جاتی ہی از قسم سود ہی ہرگز حلال نہین اور اس قسم کی الفاظ
لکھدینی سی کہ بینی حلال کیا اور بخوشی دیا یہ آمدنی حلال نہین ہو جاتی بخوشی دینی کی لئے
ایک مرتہن ملی تہا اور کوئی جہان مین مستحق ہی نہ تہا بلکہ سب جانتی ہین کہ یہ دینی دلانیکی
تحریرین فقط بغرض قرض اور بطمع کاربراری ہوتی ہین خدا تعالی ان حیلون کو
خوب سمجہتا ہی وہ دل اور نہ دل کی باتون کو جانتا ہی غرض ان حیلون سی تو توقع
حلۂ دور از فہم و عقل ہی ہا اگر آمدنی اشیاء مرہونہ کو پورا پورا مجرا دی اور قرض مین
محسوب کرتی تو البتہ وہ کہایا ہوا حلال ہو جاتا ہی مگر اس صورت مین بقدر قرض
پہونچ جانی کی بعد راہن بری الذمہ ہو جاویگا اور مرتہن کو شی مرہون سی کچہہ علاقہ
نہ ہیگا - فقط جن جن صاحبون کا سلام لکہا تہا میری طرف سی اونکو بہی اور سوا
اونکی اور ملنی والونکو بہی شب و روز با و میرا سلام کہدینا فقط العبد محمد قاسم -

مکتوب ششم بنام مرزا عبد القادر بیگ صاحب مرادآبادی

جناب مرزا صاحب السلام علیکم کل چوتھی رمضان شریف کو مولوی فخر الحسن صاحب
آپکا عنایت نامہ عنایت کیا اور آپ کے نکاح ثانی کا قصہ زبانی بھی بیان فرمایا
جزاک اللہ آپکو نکاح جو بوجہ چچی قرابتی اپنی کے ساتھہ بنظر احیاء سنت واقع ہوا اور مرزا حمایت علی
بیگ صاحب کو سفر حج مبارک ہو مرزا صاحب اپنا منصب تو یہ نہ تھا کہ جناب پیر و مرشد مدظلہ کی
خدمت میں سفارش نامہ لکھوں سفارش کرنی کچھہ تو مناسبت ہونی چاہیے اپنا حال اگر اور آپ بھی کوئی نہیں جانتا
تو میں خود تو جانتا ہوں پر جہاں اور امور خلاف منصب اپنے سر لئے بیٹھا ہوں آپکی خاطر سے
ایک یہ بھی سہی عریضہ حضرت کے نام کا پہونچتا ہے مرزا صاحب اتنا کریں کہ جہاں اوروں کو
یاد رکھیں اس سراپا گناہ کو بھی عار سے فراموش نہ فرمائیں اور حضرت مدظلہ کی خدمت میں
دو کلمہ الخیر کہکر برابر ہو جائیں مرزا محمد نبی بیگ صاحب اور انکے والد صاحب کی
خدمت میں سلام عرض کر دینا اور جناب حافظ عبد العزیز صاحب سلمہ اللہ سے اگر نیاز
حاصل ہو تو میرا سلام یاد رکھنا سوا انکے مولوی سید عبد الرشید صاحب اور مولوی تمنا
صاحب اور مولوی محی الدین خان صاحب اور مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب
وغیرہم سے بھی یاد رہے تو سلام عرض کر دینا اور مرزا حمایت علی بیگ صاحب سے
بعد سلام مسنون مضمون مرقوم بالا گذارش کر دینا فقط راقم محمد قاسم

مکتوب ہفتم بنام مرزا محمد عالم بیگ صاحب در باب عمل کشائش رزق و ادائے دین

سراپا عنایت سلامت السلام علیکم - آج گیارہویں رمضان کو آپکا عنایت نامہ
پہونچا عبادۃ میں دل نہ لگنا کسی خطا کی سزا ہے استغفار اور لاحول کی کثرت چاہئے
باقی قرض کے ادا کے لئے کسی عامل سے پوچھئے مجھکو عملیات میں دخل نہیں اگر ہو سکے تو جناب
مولوی اکبر علیخان صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر حال عرض کر و ادائے قرض کے

لئی جو کچھہ فرماوین اوسکو تعمیل کرو اور کشایش رزق کی لئی جو کچھہ ارشاد فرماوین اوسکو یاد رکھو ہان اوس سی پہلی پہلی حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجیٰ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ پانچ پانچ بار پڑہ لیا کرو اور اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بہی پڑہ لیا کرو اور پڑہتی وقت یہ دہیان رکہا کرو کہ مین اپنی اللہ تعالی کی سامنی حاضر ہون اور دل و زبان دونو سی عرض مطلب کر رہا ہون - مرزا قادر بیگ صاحب مرزا محمد نبی بیگ صاحب کو یاد رہی تو سلام کہدینا اور سوای اونکی اور کوئی احباب مین سی ملجای اور یاد آجای تو اونکو بہی فقط

مکتوب ششم در باب علاج ہوس دنیا ۞ ۞ ۞

سراپا عنایت مرزا محمد عالم بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالی السلام علیکم آج پندرہوین تاریخ جمعہ کی دن تمہارا خط پہونچا کیفیت حال معلوم ہوئی مین پچہلی دنون اثنای سفر مین بیمار ہوگیا تہا اوس مرض سی شفا تو اثنای راہ ہی مین ہوگئی تہی مگر جیسی کسی نکسی قسم کی خلش چلی جاتی ہی ایسی ہی کہانسی کی شدت ہوگئی دو تین مہینی اوسکی تکلیف رہی اب بفضلہ تعالی اوسکو بہی آرام ہی یون ہی برای نام باقی ہی انشاء اللہ تعالی وہ بہی رفع ہو جاویگی غرض اب مین اچہا ہون باقی کمی ہوس دنیا کی لئی یادگاری موت سی بہتر کچھہ نہین ہوسکی تو ہر روز گہڑی آدہ گہڑی موت کی تصور مین گذار دیا کرو اور اوس وقت اس قسم کا خیال رکہا کرو - کہ حضرت آدم علیہ السلام سی لیکر جسقدر انبیاء ہوی وہ سب مرگئی جسقدر بادشاہ اس زمانہ سی پہلی ہوی وہ سب مرگئی بزورزر کوئی چہوٹتا تو انبیاء چہوٹتی اور بزور دنیا

ہوئی ہجیا تو بادشاہ بخشی میں نہ الی الذی نہ اولا الذی نہ زور روپن نہ رزورد نبیا
مین بچین تو ان کیو بخر بچون پھر اسکی سانہہ قیامت کی حساب و کتاب و عذاب و ثواب کو سوچا کر و فقط

مکتوب نہم بنام مولوی میر محمد صادق صاحب مدراسی درباب تحقیق علم جمعہ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا
خاتم النبیین محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ اجمعین بعد حمد و صلوۃ
بندۂ کمترین ہیچمدان بے سروسامان محمد قاسم نجدمت سراپا عنایت مکرمی مولوی میر
محمد صادق صاحب دام عنایتہ پس از سلام مسنون عرض میپرداز است عنایت نامہ ملفوف
باستفتای رسید کہ حضرت مجمع البحرین شریعت و طریقت مخدوم و مطاع خاص و عام جناب
مخدومنا و مولٰنا سید عبد السلام صاحب دام برکاتہ صدور یافتہ بود ممنون و مشکور شدم
مقتضای عنایت سامی آن بود کہ توقف نمی کردم و وقتیکہ عنایت نامہ ذریعہ ممنونیہا ی جعفر
شدہ بود میماندم دستم بہ قلم و کاغذ میرسید مگر بالا ئے کاہلی طبعزاد ازعوایق گوناگون ہیچمدانی
و بے سروسامانی سامان این تقصیر و سرمایہ این تاخیر شد میدانی و ہمہ میدانند نہ سفینہ بہ گنجینہ آوردہ ام
و نہ مکتوبات سفینۂ السینہ سپردہ این ہیچمدانی و این بے سروسامانی نہ جرئت ہیچو کارہا بدل آید
و نہ دل بدست کار فرماید و ذخیرہ ام ہمین خیالات پراگندہ من اند کہ دیگران اگر بدل می شنیند
دیگران آنرا از جملہ مضامین شعریہ می بینند مگر بندہ کندہ را بحضرت ممدوح نہ تنہا نیاز
سابق ہست اعتقاد لاحق ہم بدل فراہم آوردہ ام اگر بامتثال ایماء خدام ہیچو مخدومان
سرفرو نیارم بارے آن کدام ہست کہ انتظار ارشاد او خواہم کشید باین ہمہ امروز ہمین مصمم
شد کہ سر کار خود بکنم اگر بسند خاطر خدام والاحترام افتاد فھو المراد ورنہ کالای زبون بریش خاوند
بازسپارید خود را باز خواہم گرفت اکنون بجید و سخن بیشتر از غرض مقصود عرض میکنم اول اینکہ

در عرف عام هر قوم و هر زبان بسیاست که خطاب بالقاب عامه کنند و مخاطب خاص
باشد اکثر آنرا بالقاب همچو مولوی صاحب و شاه صاحب و شیخ صاحب و میرزا صاحب
و منشی صاحب ندا کنند و منادی از یک شخص بیش نباشد همچنین در اصطلاحات شرع شریف
قرآن و حدیث نیز در مواقع کثیره این طرز اختیار افتاده میسر یابند که وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ
وَآتُوا الزَّكٰوةَ ارشاد بخطاب عام است و مخاطب این حکم جز اغنیا نمی توانند شد رسول الله
صلی الله علیه و آله وسلم را بخطاب همچو يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ یاد میفرمایند و ظاهر است
که این لقب جز از حضرت مخاطب صلی الله علیه و آله وسلم خاص است بالجمله این انداز از انداز
ادای مطلب بیرون از کلام نیست بلکه در هر زبان معمول بهر خاص و عام است دوم اینکه اگر فرض کنیم
دو کس یا زیاده از قومی سادات یا شیوخ مثلاً نشسته باشند و یکی از آنها کور یا کر باشد و کسی دیگر از
از حاضران صحت یا وجود اطلاع کیفیت چشم و گوش او شان بخطاب عام مثل میر صاحب و شیخ صاحب
آواز داده اگر گوید ببین یا بشنو این حکم دیدن و شنیدن تعیین و تشخیص مخاطب می فرماید هر که از حاضران
عقل و فهم داشته باشد بی تامل بفهمد که مراد این کس است نه آن همچنین مخاطب به یقین داند که مقصود اشارهٔ
متکلم منم نه دیگران سیوم اینکه اگر جناب باری و رسول پاک او صلی الله علیه و آله وسلم حکمی را بشروط مربوط
فرموده‌اند ارتباط آن حکم با آن شرط از قسم ارتباط توقف باشد که فیما بین موقوف و موقوف علیه باشد
و بدین سبب احدی را نمی رسد که اگر حکمتی که غرض از ارتباط بود مفقود شود یا بدون آن شرط هم آن حکمت حاصل
توان شد آن شرط را لغو گرداند و آن حکم را از شرط مربوط ندانند و بر آن شرط موقوف نپندارد مثلاً
منجمله شرائط جمعه جماعت هم است و حکمت از شرط جماعت بجز این چه توان گفت که غرض از اجماع
و استماع موعظ اعنی خطبه مقصود است اگر جماعت شرط نکنند باشد که مردم فراهم نیایند پس
تنها واعظ یعنی خطیب اگر وعظ گوید مستمع که باشد دیگر پیدا است که استماع بمجرد فراهمی مردم متوقف
توقف صحت نماز جمعه بر جماعت از چه رو است اگر فراهم آیند و تنها تنها نماز خود بگذارند و بروند

یا بجای دیگر رفته نماز جماعت ادا کنند مقصود اصلی بهم رسد مگر کسی را ندانم که بجواز این صورت
فتوی نوشته باشد پس این مقدمات معروضه معروض خدمت خدام باد که آیه یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ هر چند
بوجه عموم خطاب شیربان است که همه کس را این حکم عام است مسافر باشد یا مقیم صحیح باشد یا مریض
غلام باشد یا آزاد طفل باشد یا جوان زن باشد یا مرد مگر چون نظر را بآیه او امر سیاق یعنی
فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ رسانند خود واضح شود که بجز مردان آزاد و توانایان مقیم
و جوانان صحیح و مختار هیچکس از اهل اسلام مخاطب این احکام نیست تفصیل این اجمال این است که سعی
اگر مطلوب توان شد از مردان و توانایان توان شد از بیماران و زنان حال بیماران صحیح و معلوم
است ناتوانان کار توانائی چه دانند باقی ماندند زنان در حق اوشان همچو لَا یَضْرِبْنَ
بِاَرْجُلِهِنَّ ارشاد رفته اینطرف زنان را بجهت تاکیدات بلیغه بهر خانه نشینی مثل قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ
وغیره ارشاد فرموده اند و ظاهر است که در سعی بالضرور احتمال انکشاف محل زینت است و دوا دوی
کوچه و برزن هم یک مقتضی آنست که وقت نقاب از رخ و جامه از ستر بیاخته برافتد همچنین
خطاب ذروا البیع مقتضی آنست که مخاطبان را احتیاج بیع و شرا حاصل است ورنه وذروا البیع
فرمودن چه معنی دارد و ظاهر است که نه غلام مرد اینکاره است و نه طفل نابالغ را این اختیار
شاید همین است که ارشاد فرموده اند اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً
عَبْدٌ مَمْلُوْکٌ اَوِ امْرَاَةٌ اَوْ صَبِیٌّ اَوْ مَرِیْضٌ رواه ابو داود و فی باب الجمعة للمملوک
والمرأة باز چون کیفیت اذان جمعه را که در زمان نبوی بود صلی الله علیه و آله وسلم اگر یاد کنیم
این عقده هم منحل شود که مسافر از این تخفیف تصدیع است شرح این معما این است که در زمانه
برکت توام حضرت نبی صلی الله علیه و آله وسلم اذان جمعه همان وقت گفته می شد که امام بر منبر آمده
نشستند نظر برین ترک بیع و شرا و دوا دوی بغرض استماع وعظ امام یعنی خطبه بایست چنانچه

لفظ الی ذکر الله خود دلیل دعوی است آخر مراد از ذکر اینجا همان وعظ خطبه است که از امام
خطیب باشد و چون فضائل استماع خطبه کراهت شور و شغب را که مانع از استماع باشد معلوم
این امر دیگر متوجه می شود که مطلوب اصلی از روز جمعه اجتماع بهر استماع وعظ خطبه باشد و همین
که فاستمعوا نفرموده اند بلکه فاسعوا فرموده اند تا اشاره شناسان خداوندی سابقاً بشنیدند که غرض اصلی
استماع است که اگر گاهی ما از بعضی را آهسته خواهند بود باشد که از برکات خطبه محروم مانند و شاید
همین است که حضرت عثمان رضی الله عنه اذانی دیگر قبل از اذان خطبه افزوده اند تا نباشد که
که در رسیدن سامعان دیر شود و خطبه بیکار رود و غرض بوجه عرض مذکور با وجود مقرر بودن
یک اذان که بهر نماز مقرر است اذانی دیگر پیشتر از اذان خطبه افزوده شد تا مطلب اصلی
بوجه احسن بدست آید لیکن از اینجا که حدیث ارشاد است عن عوف بن مالک قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقص الا امير او مامور او مختال رواه ابو داود
من باب في القصص من كتاب العلم و مراد از قصص در حدیث همین وعظ است چنانکه
دانندگان میدانند چه انیکه وعظ فرض ضروری خواهد بود این هم ضرور خواهد بود که آن واعظ خود
امیر باشد یا مامور یا نائب ایشان ورنه در زمره مختال داخل خواهد شد که الشامه منع وعظ گویی میکند و نیز ظاهر
وعظ جمعه یعنی خطبه که موسوم بذکر الله شد اگر جمعه فرض است فرضیت این وعظ اول درجه باید
باید داشت و در صحرا و دریا و مسافران امیر آمدن این قسم وعظ معلوم پس چگونه توان گفت
که مسافران محکوم این حکم اند مگر آن که سفر را یک لخت حرام گردانند و سوای این اینجا که
در این مظنه بهم رسی همچنین واعظ باشد قطعاً حاضر … اند لیکن همچنین … نتوان … نتوان
از این حکم بیرون نهاده اند و آنکه اشاره حدیث دال وجوب جمعه بظاهر نظر ظاهری آید آن را
چنان فهمند که بظاهر عموم یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوة هم مسافر داخل میشود
چنانچه ارشاد معروض مخصص مسافر و غیره از آیه است همچنین اشاره لفظ جماعت ک

در حدیث مذکور وارد است مخصص از حدیث است بیچاره مسافر را جماعت از کجا بدست آید
یا سفر را تنها در حق او حرام گردانند یا جمعه را بر او واجب ندانند مگر سفر را تنها باشد یا نباشد
در حق کسی حرام نتوان گفت جار ناچار اقرار بعدم وجوب جمعه خواهند نمود و آنکه مثل الواحد شیطان هم
در حدیث آمده در اول اسلام بود و اگر هنوز این نهی بر حال خود باقیست الاثنان فما
فوقهما جماعة مشیر آنست که اگر دو کس هم بهم شوند سفر جایز است ممنوع نیست مگر درین صورت
نه شهر و نه جماعت بطور حنفیه بدست آید نه بطور شافعیان بدست افتد بلکه از لفظ الذین امنوا
یا از لفظ فاسعوا و ذروا با انضمام آنکه کمترین مصادیق جموع حسب وضع لغت سه فرد اند درین
امر دلالت دارد که کم از کم سوای امام سه کس می باید چه مخاطب یا ایها الذین همان سامعان اند
که وعظ امام خواهند شنید نه آنکه امام هم داخل جماعت شان است زیرا که نداء صلوة حسب
قرارداد سابق وقتی می بود که امام جلوه بر منبر میکرد نظر برین این حکم مخصص سامعان خطبه باشد الا لم
باین حکم و کار نیست الغرض ضرورت امیر یا مامور هم ضرورت جماعت مسافر را هم از
آیه و حدیث بکمال افکند و وجه اشتراط امیر یا نائب امیر هم بوجه ضرورت خطبه که از لفظ فاسعوا
الی ذکر الله مویدست با انضمام حدیث لا القیص موجه شد باقی ماند فقط شرط مصر اگر غور
کنند همین ضرورت امیر یا مامور است در کار آن دارد چه مصری نباشد که حاکمی در آن خود بادشاه
وقت اگر نباشد نائب او بالضرور خواهد بود و فرق فیما بین امصار و قری و شهرها و دیهات
نه آنچنانست که محتاج بیان باشد و در هر ولایت شهرها و دیهات می باشند و هر کس
بمجرد استماع این الفاظ معانی این الفاظ می شناسند و بمجرد مشاهده شهر را از دیه تمیز میکنند
قابل بیان اگر بود همین بود که شهری خالی از حکام نمی ماند خود سلطان باشد یا نائب سلطان باشد
و در دیهای وسیع تنها و صحرا خواه مخواه رونق افزوی سلاطین ضروری است و نه نصایح
گستری نواب شان حسب نظر بین صحرا و دیه را یکسو گذاشتند و کارگذاری سرکاری

بدعه اهل شهر نهاده اند و از این تقریر این هم مویدا شد که جواز جمعه بسبب کس مخل اشتراط مصر نیست ضرورت
مصر بوجه دیگر است بغرض فراهمی مجمع کثیر نسبت آری بالای ضرورت مشار الیها این شرط
این فائده هم در آغوش دارد که وعظ در شهر خالی از مجمع کثیره کمتر باشد و با اینهمه مردم شهر
اکثر ارباب فهم باشند و قابلیت تعلیم چندانکه ایشان دارند اهل دیه ندارند و در مجامع کثیر اگر
همه تسلیم نمی کنند بارها از این هم چه کم که بدو کس را وعظ واعظ در گیرد و باز وعظ و پند صحبت ایشان
دیگران را براه حق کشد اکنون معروضی دیگر بخدمت خادم عرض میکنم فهم این اشارات
از کلام ربانی چون همه مردم را میسر نیست و احادیث مصرحه این معنی بحد تواتر نرسیده اند
افهام علما مختلف شدند و عوام را گنجایش امید مغفرت بر تهاون در صورت وجوب
نزد یکی و عدم وجوب نزد یکی هم رسید و رفته رفته کار بای نوبت تا بآن رسید که متعصبان حنفیه
عمدا ترک و تهاون جمعه آغاز کردند و این ندانستند که اندرین صورت بفحوای المتقی من یتقی
الشبهات در چنین نه تنها جمعه ضروری است بلکه فرض ظهر هم واجب گردد یعنی این مسلم
که در همچو صور قطعیه فرضیه باین معنی که اگر شرطی از شرط مذکوره فوت شده تا هم ادای جمعه همچو
نمازهای پنجگانه فرض است و منکران کافر قابل اعتماد نیست ارشاد دع ما یریبک الی ما لا یریبک
قانونی اگر بهر مواقع شک تجویز فرموده و آن اینکه اگر در فرضیت احد الامرین بالتعیین یقین کامل
حاصل باشد و بنسبت یگان یگان یقین کامل نبود بلکه ظن یا شک باشد هر دو را ادا باید کرد تا بادای
یک امر فارغ نتوان نشست و این بدان ماند که مردی سه دین یک روپیه یا کم و بیش مثلا قرض دیگری
بذمه خود داشته باشد و پس از زمانه دراز در شک افتد که ادا کرده ام یا نه و یا از اول امر
بودن قرض و نبودن آن مشکوک بود و صاحب دین غائب است و متحاشی میکند که میدهد
یا نمیدهد درینصورت اقتضای دینداری همین است که ادا کند و اگر در مقدار قرض شک
است یک روپیه است یا دو روپیه میباید که هر دو روپیه ادا کند اگر صاحب حق تابع حق است

درصورت بقاء حق خویش بقدر حق خویش خواهد گرفت باقی را باو حواله خواهد فرمود چون
درینجا هم همین صورت بوقوع آید می باید که اهل اسلام هر دو را ادا کنند حق تعالی حق خود را
قبول خواهد فرمود و باقی را عوض واپس خواهد داد یعنی هرچه که فرض بود آنرا بحساب
نوافل خواهد گرفت و از انجا که اعطاء ثواب حسب قرار داد کرم بر نوافل واجب است به نوعی
مکافات حاجت کمای بندگان جمع خواهد فرمود اما فرائض حقوق سرکاری اند عوض آنها بمقتضای طلب
ضروری نیست بلکه آنرا همچو باقی سرکاری باید شناخت چنانکه باقی سرکاری همچو قرض رعایا
واجب العوض نبود همچنین فرائض واجب الثواب نباشند و نوافل را همچو اسباب بازاری
و قرض رعایا باید دانست که یک ذره هم اگر می گیرند قیمتش و عوضش ادا میکنند مگر چون نفس جمعه
قطع نظر از شرائط است و هم شعائر اسلام اگر از ادای نماز تنها در ادایش رود بدهد و فرمان
کم فهم را بوجه کوته فهمی و سهولت کاهلی مقصود شدن شرائط موجب ترک جمعه شود و نه باعث
افزایش نماز ظهر اند بهر صورت یکسان این همیدان بعضی وقت اختیار تاکید جمعه همانعت
ادای ظهر است و اراده میکند که از ظهر باز دارد تا بجمعه مستقیم شوند و جمعه را قایم کنند چه اول حدیث
الاختلاف امتی او اصحابی رحمة او کما قال شعر این اختیار مینماید دویم تقرر خلیفه
خود با طاعت وصیت مرحوم وابسته است و انعزال ان بعزل اوشان گره خورده چون
اینقدر اختیار گران بها باوشان ارزانی فرموده اند نصب امام و واعظ که حصه بیعت ازان
چرا که بیعت شان نباشد و وعظ و امامت از کارهای امام عام است امامت صغری و وعظ
و بند با امامت کبری و اولی الامر نسبتی دارد که نور ضعیف با نور قوی است اگر امامی موجود است
دست بدست دگری دادن نشاید که اجتماع دو حاکم صد فتنه در بر دارد و همین است که
قتل ثانی و وفاء بیعت اول ارشاد رفته مگر جائیکه باشند و کسی را امام خود گردانیدن
چندان دور از قیاس نیست چه اینوقت امامت امام عام توان کرد تا با امامت صغری چه رسد

غرض نظر بر اختیار نشار الیه مسلمانرا نصب امام خاص بدرجه اولی باید داد و انکار از و
باید گرفت و این امامت مخالفت اشتراط امام عام نباید فهمید چه این شروط وقتی است که
که از امام عام نامی و نشانی باشد تا که بالمعنی جمیع بین الخلیفتین لازم نباید چه در صورت وجود ش
انکار حسب اشارات حدیث چنانکه بگذشت و موافق اشارات الفاظ قرآنی اعنی اطیعوا الرسول
و اولی الامر منکم کار امام عام بود اگر وعظ دیگر بشنوند و بر امر و نهی دیگران کنند گویا همانرا
اولی الامر قرار داده اند و بالمعنی در نصب خلیفه اول خلیفه دیگر به نشانند لکنون که مسند نشین خالیست
اگر واعظ دیگران بشنوند محذوری نیست و چون موافق این تقریر این شرط از نسیان بر خاست
شرط مصر هم بیک طرف رفت چه اشتراطش بلزوم اشتراط شرط امیر بود آری ظاهر الفاظ
روایات مشعره ضرورت مصر عام اند لهذا احتیاط همین است که تا مقدور رعایت شهر
پیش نظر ماند و اگر کسی در روستا جمعه قایم کند دست گریبانش نزنند که اول این شرط ظنی بود
باز حسب تقریر مذکور ضعف دگر در آن بهم رسید مگر خلجانی هنوز باقی است غرض آن نیز ضرری
چنانکه ادای ظهر کم فهمان را موجب تهاون در جمعه می شود همچنان این اجازت نصب امام
خاص و اختیار استماع مواعظ و خطاب آن موجب تهاون در نصب امام عام است اگرچه
متروک میشد شاید همت اهل همت بشوق جمعه بمشاهده بدایت اهل عصر و ابنای روزگار
میکرد نظر بر جمع بین الظهر و الجمعه احوط مینماید ورنه وجوب نصب امام نسیا منسیا شد نیست
و پیداست که این وجوب قطعی نیست تا اختیار نصب امام خاص بیک این وجوب را
بضعف برساند اینست آنچه که ذهن نارسای من بدان میرسد مگر نه قاضیم نه فقیهم نه مفتی
نه که اجتهاد کنم و خلق قول من بشنوند اگر دیگران هم مصیبت شیخ مذهبها ورنه کالاسے
زبون بریش خایند این دفتر بی معنی را بر سر من زنند و هرچه مناسب وقت دانند موافق
اشارات علمای ربانی که از اتباع قرآن و حدیث و نیستگند اختیار فرمایند و این نیاز مند را

ہم اطلاع فرمایند تا بہیچ روم مغیرین ہم سر دہم و در پی تفرق کلمہ نشوم سخن دست حضرت مخدوم و مطاع من برکت مآب مولوی سید عبد السلام صاحب ازمن دور افتادہ عمر عزیز را بلہو و ہوس برباد دادہ سلام و شوق کہ بصد نیاز مشحون باشد عرض دارند و من بغرض دعا این کار کردہ ام ورنہ از فتوی استفتاء رحمہ از من مشہور است تنبیہہ تقریر پریشانم را ہر کہ ملاحظہ فرماید خواہد دانست کہ شروط حنفیہ اگر معارض عموم ظاہری خطاب یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ است اما این عموم خطاب بحکم مقدمات مذکورہ مقتضی آن نیست کہ حکم جمعہ عام باشد آری اوامر حکم سیاق تخصیص حکم میکند و مقتضی می شود کہ ہمہ شروط مذکورہ از ہمین آیت می زایند و احادیث مستندہ فقط مصرحہ و موضح آن ہستند مستند شروط ہند یا احتمال الاطلاق نص عام بروایات ایما کہ بعضی آنہا موافق خیالات بعض اکابر مطعون اند بدل نشنید مگر و قتیکہ شرائط مذکورہ موجہ شدند یا فقط باین نظر کہ در بعض مواقع بدون این شروط ہم کاہلی را باید جرئت اہمال آن نباید فرمود آری بطور احتیاط بوجہ ضرورت دیگر اگر

مرتکب این اہمال شوند چنانچہ عرض کردہ ام چندان دور از قواعد شرع نیست کہ احتیاط را اہم مقاصد شرع شریعت و بسیاری احکام مبنی بر احتیاط اند وجوب وضو بسبب نوم مبنی بر ہمین احتیاط است چنانچہ الفاظ مشعرہ وجوب آنچہ بنظر اہل نظر گواہ است و سنت غسل یدین کہ ثابت ہمچو فانہ لا یدری این باتت یدک ثابت است بنایش بر ہمین احتیاط است وبس

واضح ہو کہ براہِ نوازش کریمانہ
ملتمس احقر گرامی سال فرما دیں
محمد ابراہیم شاہجہانپوری
تحریرات مخطوطہ جناب مولانا تاکہ طبع کرادی جاوے اور نیز شایقین
محمد قاسم صاحب نانوتوی جو اگر طبع بعد نقل صحیح مع اصول کے ہر دو طرف
کرا رہی ہیں جن صاحبوں کو پاس کوئی تحریر ارسال خدمت شریف کی جاوینگے
یا خطوط جناب مولانا صاحب کے موجود ہوں اور فی الحال ارشاد الطالبین مصنفہ
قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی و نیز فتوحات قاسمیہ و مکتوبات رشیدیہ
زیر طبع ہیں مورخہ یکم شعبان سنہ ۱۳[illegible] ہجری

[illegible]

تمام شد

فقط

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

م ق - ل

۲۹۷ مرتب

محمد قاسم صاحب

لطائف قاسمیہ

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

[illegible]